سوال نمبر2(الف)۔۱ مرکزی خیال :-

سیدانی بی اپنے کام کی وجہ سے بہت مشہور ہو گئیں۔ وہ بڑے بڑے نوابوں کی بیگمات کے کپڑے سیتیں۔ وہ محل کی ملکہ اور شہزادیوں کے کپڑے بھی سیتیں۔ وہ دن رات محنت کرتیں۔ لیکن جب وہ بڑھاپے کو پہنچ گئیں تو ان کے پاس گزر اوقات کے لیے کچھ نہ تھا۔ ایسے میں ان کے پڑوسی میر صاحب اور ان کی بیگم نے انہیں اپنے گھر میں پناہ دی۔ اس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ محنت کی بدولت ہی کامیابی ملتی ہے اور انسان کو اپنے برے وقت کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔

سوال نمبر2(الف)۔۲ سیدانی بی کے کردار کی سب سے نمایاں خوبی یہ تھی کہ وہ بہت محنتی تھیں۔ مرہٹہ گردی میں ان کا خاندان تباہ ہو گیا۔ وہ جوانی میں بیوہ ہو گئیں۔ گزر اوقات کے لیے انہوں نے مغلانی کا پیشہ اپنایا۔ خوب محنت کی اور اس کام میں اپنا نام پیدا کیا۔ وہ بہت نیک، سلیقہ مند اور محنتی خاتون تھیں۔ یہ سچ ہے کہ محنت کی بدولت ہی کامیابی ملتی ہے۔

کہ نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

سوال نمبر2(الف)۔۳ سیدانی بی اپنے کام کی وجہ سے پورے دلی میں مشہور ہو گئیں۔ بڑی بڑی مغلانیاں ان کے سامنے کان پکڑتیں۔ محلات میں جب بھی کپڑے سلنے ہوتے انہیں بلایا جاتا۔ وہ بڑے بڑے نوابوں کی بیگمات اور شہزادیوں کے کپڑے سیتیں۔ نہ دن کو فرصت تھی نہ رات کو چین۔ انہیں ان کی ہنر مندی کی وجہ سے سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا۔

Cutting Line

سوال نمبر2(الف)۔۴ جب بھی کسی محل میں کپڑے سلائی ہونے ہوتے تو میرانی بی کو سلائی کی دعوت دی جاتی۔ نوابوں کی بیگمات، ملکہ اور شہزادیاں ان سے کپڑے سلواتیں۔ وہ مسلسل دن رات محنت کرتیں۔ محلات کی بیگمات پالکی بھیج کر انہیں سلائی کی دعوت دیتیں۔

سوال نمبر2(الف)۔۵ "ہارے وقت کا کوئی ساتھی نہیں" اس جملے سے مصنف
مصنف کی مراد یہ ہے کہ جب انسان پر اچھا وقت ہوتا ہے اور دولت کی ریل پیل ہوتی ہے تو سب اس کے گن گاتے ہیں اس کا ساتھ دیتے ہیں لیکن جب اسی انسان پر برا وقت آتا ہے تو کوئی اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ جیسے میرانی بی جب بڑھاپے کو پہنچ گئیں ان کے پاس گزر اوقات کے لیے کچھ نہ رہا تو سب نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

سوال نمبر2(الف)۔۶ میرانی بی جب بڑھاپے کو پہنچ گئیں اور کمانے کے قابل نہ رہیں تو ان کے پاس گزر اوقات کے لیے کچھ نہ تھا۔ کوئی بھی ان کا سہارا نہ بنا۔ انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے معاشی حالات بہت خراب ہو گئے۔

سوال نمبر2(الف)۔۷ بیرانی بی اپنے کام میں بہت ماہر تھیں - وہ اپنا کام نہایت لگن اور محنت سے کرتیں - وہ ایمانداری سے اپنا کام ~~کرتیں تھیں~~ کرتی تھیں - ان کی ہنرمندی کی وجہ سے سب ~~ان~~ انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتے ~~تھیں~~ تھے - وہ ایک نیک ، سلیقہ مند اور محنتی خاتون تھیں۔

سوال نمبر2(الف)۔۸ بیرانی بی جب بڑھاپے کو پہنچ گئیں اور کمانے کے قابل نہ رہیں تو ان کے پاس گزر اوقات کے لیے کچھ نہ تھا - سب لوگوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا - ان کے معاشی حالات نہایت خراب ہو گئے - ایسے میں ان کے پڑوسی میر صاحب اور ان کی بیگم نے انہیں اپنے گھر میں پناہ دی۔

سوال نمبر2(الف)۔۹

سوال نمبر2(ب)۔۱ پہلے شعر میں شاعرہ اس بات پر نازاں ہیں کہ انہیں کچھ عرصہ اپنے محبوب کے ساتھ ہم قدم ہو کر چلنے کا موقع ملا ہے۔ وہ بڑی انکساری سے کہتی ہیں کہ جانے ہم برے ہیں کہ اچھے ہیں لیکن ہمارا سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ ہم نے کچھ عرصہ اپنے محبوب کے ساتھ گزارا ہے۔ وہ کچھ دور اپنے محبوب کے ساتھ ہم قدم ہو کر چلنے کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتی ہیں۔

سوال نمبر2(ب)۔۲ شاعر کے مطابق کسان بہت ہی محنتی جفاکش اور مضبوط ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی میں کسان ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی محنت و مشقت کے نتیجے میں قوم ترقی کرتی ہے۔ وہ نسلوں کی پرورش کا بھی امین ہے۔ وہ تہذیب کو پالنے والا اور تعمیر و ترقی کا علم بردار ہے۔

سوال نمبر2(ب)۔۳ اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ہم اللہ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے بلکہ قدرت کے مظاہر کے ذریعے ہی اس کی پہچان کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہم اس سے مل کر بھی نہیں ملتے۔ اس کا ایک اور مطلب یہ ہے کہ جب انسان اس دنیا میں غمزدہ ہوتا ہے اس کی امیدیں ٹوٹتی ہیں تو وہ پوری شدت سے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

سوال نمبر2(ب)۔۴ شاعر نے فاطمہ بنت عبداللہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے امت مرحوم کی آبرو قرار دیا ہے۔ اس نے شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو کر مسلمانوں کی عزت و وقار میں اضافہ کیا۔ اس کے وجود کا ہر ایک ذرہ معصوم اور پاک ہے۔ اس کی شہادت سے سوئی ہوئی امت مسلمہ میں آزادی حاصل کرنے کی تڑپ اور لگن دوبارہ پیدا ہو گئی ہے۔

سوال نمبر2(ب)۔۵ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دین اسلام کی فطرت پر پیدا کیا جو کہ امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اللہ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا لیکن اس کی سب سے بڑی عطا کردہ نعمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں دین اسلام کی فطرت پر پیدا کیا اور ہمارے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دی۔

سوال نمبر2(ب)۔۶

Cutting Line

سوال نمبر2(ج)۔۱ تشبیہ: علم بیان کی اصطلاح میں کسی چیز کو کسی خاص خوبی یا وصف کی وجہ سے کسی دوسری چیز جیسا یا اس کی مانند قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔ اس کے پانچ ارکان ہیں۔

مثال: یہ آج کیا بات ہے کہ پھولوں کا رنگ
تیری ہنسی سے ملتا ہے

مشبہ: ہنسی	وجہ تشبیہ: خوبصورتی کے پہلو
مشبہ بہ: پھولوں کا رنگ	غرض تشبیہ: مسکراہٹ کی خوبصورتی کو بیان کرنا۔
حرفِ تشبیہ: ملتا ہے	

سوال نمبر2(ج)۔۲ ہر کوئی مست ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے

اس شعر میں "آسانی" اور "مسلمانی" قافیہ ہیں جبکہ "ہے" ردیف ہے۔

سوال نمبر2(ج)۔۳ شجاع نے کتاب پڑھی۔ یہ جملہ فعلیہ ہے۔ اس کی ترکیب نحوی درج ذیل ہے۔

فاعل	علامتِ فاعل	مفعول	فعلِ تام
شجاع	نے	کتاب	پڑھی

سوال نمبر 2 (ج) ۔۴ **مقطع:**

لغوی معنی:

مقطع کے لغوی معنی "ختم کرنا ، قطع کرنے یا کاٹنے" کے ہیں ۔

اصطلاحی معنی:

غزل یا قصیدے کا وہ آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے مقطع کہلاتا ہے ۔ اگر اس میں شاعر اپنا تخلص استعمال نہ کرے تو وہ آخری شعر کہلائے گا "مقطع نہیں ۔

مثال:

کہ پہنچ جائیں گے انتہا کو بھی حسرت"
جب اس راہ کی ابتدا ہو گئی ہے

سوال نمبر2(ج)۔ہ

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1/3)

(الف) اقتباس کی تشریح:-

اقتباس:-

وہ بہت سادہ مزاج ----
---- دنیا سے رخصت ہوگیا۔

حوالۂ متن:

سبق کا نام: نام دیو مالی
مصنف کا نام: مولوی عبدالحق

سیاق و سباق:

یہ اقتباس "مولوی عبدالحق" کے تحریر کردہ خاکے "نام دیو مالی" سے لیا گیا ہے جو کہ ان کی کتاب "چند ہم عصر" سے ماخوذ ہے۔ مولوی عبدالحق اردو ادب کے اہم محقق اور نقاد تھے۔ انہیں ان کی خدمات کی بنا پر "بابائے اردو" کہا جاتا ہے۔

اس سبق میں انہوں نے ایک ہندو مالی "نام دیو" کا خاکہ نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے اور اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ نام دیو مالی ہندوؤں کی نیچ ذات سے تعلق رکھنے کے باوجود اعلیٰ صفات اور کردار کا مالک تھا۔ مصنف نے اس سبق کے ذریعے انسانی ہمدردی، کام کی لگن اور محنت جیسی صفات

Cutting Line

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2/3) **تشریح:**

زیر تشریح اقتباس سبق کے
وسلا سے لیا گیا ہے۔ اس سبق میں مولوی عبدالحق نے
ایک مالی "نام دیو" کا خاکہ پیش کیا ہے جو شروع کی
کی نیچ ذات "ڈھیڑ" سے تعلق رکھنے کے باوجود اعلیٰ صفات
کا مالک تھا۔ وہ مقبرہ رابعہ دورانی، اورنگ آباد کے باغ میں
مالی تھا اور چونکہ یہ باغ مولوی عبدالحق کی زیر نگرانی
تھا۔ اس لیے وہ نام دیو کی شخصیت و کردار سے اچھی
طرح واقف تھے۔

نام دیو اپنی دھن کا پکا تھا سردی
ہو یا گرمی، دن ہو یا رات وہ ہر وقت اپنے کام میں
مگن رہتا تھا۔ اسے اپنے کام سے عشق تھا۔ اسے
اپنے کام پر کوئی فخر یا غرور نہ تھا۔ وہ پودوں کی
دیکھ بھال اپنی اولاد کی طرح کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا
کہ جس طرح والدین اپنی اولاد کی پرورش کرنے پر
انعام کے حقدار نہیں ہوتے۔ اسی طرح اسے بھی کسی
انعام کی ضرورت نہ تھی۔

نہ دولت کی تمنا ہے نہ انعام کا لالچ
بس کام کیے جاتے ہیں اخلاص و وفا سے

نام دیو اس وقت بھی کام کرتا تھا جب دوسرے مالی
آرام کر رہے ہوتے تھے۔ وہ بہت محنتی تھا اور اسے
اپنے کام سے عشق تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "انسان کو وہی کچھ ملتا ہے

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 3/3) یہ مشقت کی ذلت جنھوں نے اٹھائی
جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی

نام دیو بہت سادہ اور بھولا بھالا تھا۔ اس کے چہرے پر ہر وقت تازگی اور مسکراہٹ رہتی تھی۔ وہ ہر ایک کا ادب کرتا۔ وہ اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرتا۔ وہ پودوں جانوروں، انسانوں سب کا بہت خیال رکھتا۔

کہ یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

نام دیو کو کام سے عشق تھا اور اسی کو ~~کرتا~~ کرتے کرتے وہ اس دنیا سے ~~رخصت~~ رخصت ہو گیا۔ نیکی کرنا اس کی فطرت میں شامل تھا اور اسے ~~اسے~~ اپنی نیکی پر کوئی غرور نہ تھا۔ نیکی بھی اس وقت تک نیکی رہتی ہے جب تک انسان اس پر غرور نہ کرے۔ عزت کا معیار دولت پیسہ نہیں بلکہ اصل میں معزز آدمی تو وہ ہے جو اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو پہچان کر انھیں درجۂ کمال تک پہنچانے کی کوشش کرے اور پھر انھیں دوسروں کے فائدے کے لیے استعمال کرے۔

کہ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس سبق میں ہمیں مولوی عبدالحق کا ~~سادہ~~ سادہ، آسان اور عام فہم اسلوبِ نگارش نظر آتا ہے۔ انھوں نے مختصر الفاظ میں نام دیو کی شخصیت کے بہت سے

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1/4) **نظمیہ جزو کی تشریح:**

الف :-

حوالۂ نظم:

نظم کا نام: ~~مولانا الطاف حسین حالی~~ "حمد"

شاعر کا نام: "مولانا الطاف حسین حالی"

مفہوم: اے اللہ! تیری ذات کو جاننے والا اور نہ جاننے والا دونوں ہی برابر ہیں۔ جو لوگ اللہ سے لو لگاتے ہیں ان کی نظر میں مادی اشیاء کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ ایک دن اللہ کا پیغام پوری دنیا میں پھیلے گا کیونکہ صبح کی ٹھنڈی ہوا اللہ کا پیغام لیے گھر گھر پھرتی ہے۔

تشریح:

یہ ~~اشعار~~ اشعار "الطاف حسین حالی" کی نظم "حمد" سے لیے گئے ہیں۔ اس نظم میں انھوں نے اللہ کی عظمت و بڑائی بیان کرتے ہوئے اس کی نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔

شاعر کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا مالک، خالق اور رازق ہے۔ وہ اس کائنات کا مالک ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔ ہر چیز اس ~~کے~~ کے حکم کی پابند ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی ہی ہے سلطنت آسمانوں کی

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2/4) اور وہ ہر شے پہ پوری قدرت رکھتا ہے"

شاعر کہتے ہیں کہ اللہ کو جاننے والا اور نہ جاننے والا
دونوں برابر ہیں ۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ
جو شخص اللہ کی قدرت کو جان لیتا ہے وہ اللہ کی
بڑائی بیان نہیں کرتا وہ خود کو اس قابل ہی نہیں
سمجھتا کہ اللہ کی بڑائی بیان کرے اور جو اللہ کی
ذات کو نہیں پہچان پاتا وہ واقف نہ ہونے کے
باعث اس کی بڑائی نہیں بیان کر سکتا ۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ
جو شخص اللہ سے لو لگاتا ہے وہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے
اور جو دنیا کی رنگینیوں میں کھو جاتا ہے وہ
اللہ کو چھوڑ دیتا ہے ۔

اللہ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے
نوازا ہے ۔ جہاں بھی نگاہ اٹھتی ہے اسی کی نعمتیں نظر
آتی ہے ۔ ہم کسی بھی طرح اس ~~کا شکر ادا نہیں~~ کے احسانات
کا بدلہ نہیں دے سکتے ۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سورۃ رحمان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-
ترجمہ: "پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو
جھٹلاؤ گے" ۔

شاعر کہتے ہیں کہ اللہ کی یاد میں مگن رہنا
رہنے والا تو اصل صرف اسی کی تعریف بیان کرتا ہے ۔ اس

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 3/4) عطا کردہ لباس سے بھی قیمتی ہوتا ہے۔ یعنی
جو لوگ اللہ کی ذات کو پہچان لیتے ہیں وہ پھر
اسی کی یاد میں مگن رہتے ہیں۔ وہ صرف اسی
کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں اور اسی کا شکر ادا کرتے ہیں۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: "اور اللہ کی عبادت کر اور شکر گزاروں
میں سے ہو جا"۔

شاعر کہتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن
اللہ کا پیغام اس دنیا میں ضرور پھیلے گا۔ صبح
کی ٹھنڈی ہوا اللہ کی رحمت کا نور لے کر گھر
گھر جاتی ہے۔

اس کائنات میں موجود ہر شے اللہ کی
ذات کی گواہی دیتی ہے۔ اس کائنات کے ذرے
ذرے میں اس کی ہستی کا کوئی نہ کوئی پہلو
پوشیدہ ہے۔ کائنات کی ہر شے اس بات کی
گواہی دیتی ہے کہ اس کائنات کو بنانے والا کوئی
نہیں سوائے اللہ کے۔

اسی کا جلوہ ہے چاروں طرف
ہزاروں نشاں ہیں ہزاروں طرف

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آرہا ہے وہی خدا ہے

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 4/4)

اللہ تعالیٰ کا پیغام ایک دن پوری دنیا میں پھیل جائے گا کیونکہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس کائنات اور آسمان پر اللہ کی ہی حکمرانی ہے۔

تلاش اس کو نہ کر بتوں میں، وہ ہے بدلتی ہوئی رتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے، وہی خدا ہے

اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے۔ وہ اپنے غافل بندے سے بھی ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ وہ گناہ گاروں کو بخشنے والا اور ان پر رحم کرنے والا ہے، وہی ہمارا خالق، مالک اور رازق ہے۔

سراپا معصیت میں ہوں، سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی روش میری، خطا پوشی ہے کام اس کا

پشیمانی ذریعہ ہوگی بخشش کا اے واعظ
بہے جو اشک تو بہنے لگا دریائے رحمت بھی

سوال نمبر5 (صفحہ نمبر 1/4) **غزلیہ جزو کی تشریح:**

الف: شعر (1) کہ مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے
تیری آرزو رہنما ہو گئی ہے۔

شاعر کا نام: حسرت موہانی

مفہوم: مجھ پر آنے والی مشکلات اب میرے لیے خوشی کا باعث ہیں کیونکہ محبوب کی تمنا میری رہبر بن گئی ہے۔

تشریح:

یہ شعر "حسرت موہانی" کی غزل سے لیا گیا ہے۔ ان کی شاعری میں تغزل کی خوبی پائی جاتی تھی۔ اس لیے انہیں "رئیس المتغزلین" کہا جاتا تھا۔ ان کی سیاست میں دلچسپی زمانۂ طالب علمی میں ہی شروع ہو چکی تھی۔ 1908 میں سیاست میں حصہ لینے کی پاداش میں انہیں قید با مشقت کی سزا سنائی گئی۔ حکومت برطانیہ نے انہیں باغی قرار دیا۔ اس دوران وہ نہایت تکلیف دہ صورتحال سے دوچار رہے۔ روزانہ ایک من گیہوں دستی چکی پر پیسنا پڑتا تھا۔ ان کا یہ شعر اسی دور کی یادگار ہے۔

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

اس شعر میں حسرت اپنے اوپر آنے والی تکالیف کا ذکر

سوال نمبر5 (صفحہ نمبر 2/4) مصیبت اب مصیبت رہی ہی نہیں۔ انھوں نے مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا ہنر سیکھ لیا ہے۔ وہ اب غموں سے خوشیوں کا رس کشید کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کوئی بھی کام مسلسل کیا جائے تو انسان اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ غموں کو سہنے کا بھی اپنا ہی مزا ہے۔

سہہ بھی جا ایام کی تلخی کو بھی ہنس کر ناصر
غم کے سہنے میں بھی قدرت نے مزا رکھا ہے

اس شعر میں "صنعتِ تضاد" کا استعمال کیا گیا ہے۔ جب انسان پر آنے والے غم حد سے بڑھ جائیں تو اس میں برداشت کا مادہ پیدا ہو ہی جاتا ہے۔

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پہ پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

شاعر کہتا ہے کہ میں ان آزمائشوں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ مجھے لگتا ہے یہ آزمائشیں میری جان لے لیں گی۔ لیکن اس میں خوشی کا پہلو یہ ہے کہ مجھے میری منزل ضرور حاصل ہو گی۔ یہ مصیبتیں اس منزل کے حصول میں معاون ثابت ہوں گی۔ مجھے راستے کا نشان مل گیا ہے۔ اب میں ہنستے مسکراتے اپنی منزل پر پہنچ جاؤں گا جو محبوبِ حقیقی کا وصال ہے

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر

Cutting Line

سوال نمبر5 (صفحہ نمبر 3/4)

② کہ یہ وہ راستہ ہے دیارِ وفا کا
جہاں بادِ صرصر صبا ہو گئی ہے

شاعر کا نام: حسرت موہانی

مفہوم: یہ محبوبِ حقیقی کے کوچے کا وہ راستہ ہے جہاں سے گزرتے ہوئے تیز آندھی بھی صبح کی ٹھنڈی ہوا بن گئی ہے۔

تشریح:

یہ شعر حسرت موہانی کی غزل سے لیا گیا ہے۔ اس شعر میں صنعتِ تضاد کا استعمال ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ اللہ کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ہمارا خالق، مالک اور رازق ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں اس کی ہستی کا کوئی نہ کوئی پہلو پوشیدہ ہے۔

کہ ہر ایک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے
ہر اِک جھونکا ہوا کا آ کے دیتا ہے پیام اس کا

شاعر اللہ سے بہت محبت کرتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح اس کو وصالِ محبوبِ حقیقی نصیب ہو۔

کہ کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

شاعر نے عشقِ حقیقی کے راستے میں آنے والی مشکلات

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 4/4) انھیں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے راستے
میں آنے والی تیز آندھی بھی صبح کی ٹھنڈی ہوا لگتی
ہے۔ یعنی شاعر اللہ کے راستے پر چلتے ہوئے ہر غم اور
تکلیف کو خوشی سے برداشت کرنے کو تیار ہے۔
اب اسے مصیبتیں مصیبت نہیں لگتی ہیں۔

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

شاعر کہتا ہے کہ اللہ سے ملنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس
زندگی کے دن پورے ہو جائیں اور ہمیں اللہ کا دیدار
نصیب ہو کیونکہ یہ زندگی فانی ہے۔ اصل زندگی آخرت
کی زندگی ہے۔

موت کو سمجھے ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ ~~دو~~ دوامِ زندگی

شاعر کہتے ہیں کہ انھیں مشکلات سے خوشی محسوس ہونے لگی
ہے۔ وہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔
اس راستے میں آنے والی تیز آندھیاں ان کے لیے
صبح کی ٹھنڈی ہوا کی حیثیت رکھتی ہے۔ انھیں یقین
ہے کہ وہ اپنی منزل پر ضرور پہنچ جائیں گے

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

سوال نمبر6 (صفحہ نمبر 1/3) درخواست:-

بخدمت جناب محترم چیئرمین یونین کونسل ضلع ا-ب-ج

جنابِ عالی!

عنوان: یونین کونسل کے چیئرمین کے نام محلہ کی صفائی کی درخواست۔

مودبانہ گزارش ہے کہ ہمارے محلے میں صفائی کے حالات نہایت خراب ہیں۔ جگہ جگہ کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہیں۔ گلیوں میں بھی کوڑے کے ڈھیر ہیں۔ کوڑا اٹھانے کا کوئی مناسب انتظام نہیں۔ نالوں کی صفائی بروقت نہ کرنے کی وجہ سے بارش کے دوران گندا پانی گلیوں اور مکانوں میں داخل ہو جاتا ہے جس سے اس علاقے کے مکینوں کو نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ اس تعفن کی وجہ سے جہاں علاقے کی خوبصورتی متاثر ہوئی ہے وہیں یہ گندگی بہت سی بیماریاں پھیلانے کا باعث بھی ہے۔ علاقے کی مرکزی تفریح گاہ بھی کوڑے کے ڈھیر کا منظر پیش کر رہی ہے۔

آپ سے گزارش ہے کہ انتظامیہ کی توجہ اس اہم مسئلے کی طرف دلائیں اور ہمارے محلے کی صفائی کا جلد از جلد انتظام کیا جائے اور کوڑا پھینکنے کی ایک جگہ مختص کرکے صفائی کو یقینی بنایا جائے۔

سوال نمبر6 (صفحہ نمبر 2/3)

مورخہ: ۸ جون سن ۲۰۲۲ء

العارض

اہل محلہ کی طرف سے

Cutting Line

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 3/3)

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1/6)

مضمون نویسی:-

"محنت کی برکتیں"

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بنایا پھر انسانوں کو اس دنیا میں بھیجا۔ انسانوں کو بہت سی نعمتیں عطا کیں۔ انسان پتھر کے زمانے سے نکل کر ترقی کرتے کرتے بام عروج تک پہنچ گیا۔ یہ انسان آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گیا جہاں یہ انسان زمین کی تہہ کے رازوں تک سے واقف ہوا وہیں اس انسان نے پہاڑوں کا سینہ چیر ڈالا اور سمندروں کی گہرائیوں تک پہنچ گیا۔ یہ سب کچھ انسان کے عقل و شعور اور اس کی محنت کی وجہ سے ممکن ہوا۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:- "انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔"

ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا:-

ترجمہ:- "ہم نے اس زمین اور کائنات کے دروازے تم پر کھول دیے تاکہ تم اس کائنات کو مسخر کر سکو۔"

انسانیت آج ترقی کی جس معراج پر ہے یہ سب کچھ محنت و کوشش کی وجہ سے ممکن ہوا ہے ورنہ انسان تو بس مشت خاک ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2/6)

کہ عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہِ کامل نہ بن جائے

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کو محنت کی بدولت ہی کامیابی ملتی ہے۔ جن لوگوں کی نیت میں خلوص پایا جاتا ہے اور وہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے انتھک محنت کرتے ہیں تو ان کا ساتھ اللہ دیتا ہے۔ مشہور مثل ہے:

"خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں"

محنت کرنے والے کا دل سکون کی دولت سے مالامال ہوتا ہے کیونکہ اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناجائز ذرائع استعمال کرنے کے بجائے ہمت ہار کر مایوس بیٹھنے کے بجائے محنت کر رہا ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ بھی محبت کرتا ہے۔

حدیثِ مبارکہ ہے:-

"محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے"

محنت عزت، عظمت اور بلندی کا نشان ہے۔ جو شخص محنت کرتا ہے اسے اس کی منزل ضرور ملتی ہے۔ اسے رب کی رضا ملتی ہے اور لوگ بھی اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک کاہل شخص کو نہ کامیابی ملتی ہے نہ ہی عزت۔

سو نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3/6)

اگر تاریخ کے اوراق پلٹیں تو پتا چلتا ہے کہ جب
بھی کسی کو کامیابی ملی تو محنت کی بدولت ہی ملی
برصغیر کے مسلمان جب ہندوؤں کے ظلم و ستم سے تنگ
آ گئے تو انھوں نے ایک الگ وطن کے حصول کا مطالبہ
کیا جہاں وہ اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی
گزار سکیں۔ وہ پاکستان جس کا خواب علامہ محمد اقبال
نے دیکھا۔ اس کی تعمیر مسلمانوں کی قربانیوں، صبر اور
قائدِ اعظم کی انتھک محنت کے نتیجے میں ہوئی۔

نہ محنت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

اسی طرح آپ ﷺ کی آمد سے قبل دنیا جہالت کے اندھیروں
میں ڈوبی تھی۔ آپ ﷺ نے کفار کے مظالم برداشت کیے
اور اپنی ثابت قدمی، صبر و تحمل اور
محنت کے ذریعے پوری دنیا کو اسلام کے نور سے منور
کیا۔

ایک بار ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ وہ بے روزگار تھا۔ وہ بھیک مانگتا تھا۔
آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے پاس رسی اور کلہاڑی ہے؟"
اس شخص نے جواب دیا: "یا رسول اللہ ابھی میرے پاس ہے"
تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر جاؤ اور جنگل میں جا کر لکڑیاں

Cutting Line

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4/6)

ایسا ہی کیا۔ وہ کچھ دنوں بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ اس کے معاشی حالات بہتر ہو گئے ہیں اور اب وہ اچھی زندگی گزار رہا ہے۔

اگر محنت کی اہمیت اجتماعی زندگی میں دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ وہ قومیں ~~عروج~~ ترقی کی بلندیوں کو چھوتی ہیں جن کا ہر ایک فرد محنت و کوشش کر کے ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں نے اللہ کے احکامات پر عمل کیا، محنت و کوشش کی تو انھوں نے پوری دنیا میں اپنا لوہا منوایا۔ جونہی انھوں نے محنت و مشقت کو ترک کیا، اللہ کے احکامات کی پیروی کرنا چھوڑ دی تو وہ زوال پذیر ہو گئے۔

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

جو شخص اللہ پہ بھروسہ کرتا ہے، محنت کرتا ہے تو

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 5/6)

ہے اس کے راستے میں آنے والی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں۔

> اگر ہے جذبۂ تعمیر زندہ
> تو پھر کس چیز کی ہم میں کمی ہے

اگر ہم نے ایک محنتی شخص کی مثال دیکھنی ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم کسان کو دیکھیں۔ وہ صبح ہوتے ہی اپنے گھر سے نکلتا ہے۔ وہ دن بھر سخت دھوپ اور گرمی میں اپنی فصلوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اسے دھوپ، گرمی اور سردی کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اسے بس اس چیز کی پرواہ ہوتی ہے کہ اس کی فصلیں صحیح ماحول میں پروان چڑھیں۔ کسان کی محنت کو اجاگر کرنے کے لیے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

> دہقاں کر دھرتی کا سینہ صبح ہوئے ہوا
> دھوپ کی تمازت پیش سورج کی سہتے ہوا

ہمیں چاہیے کہ ہم بطور طالب علم محنت کر کے اپنے مقصد کے حصول کے لیے کوشش کریں اور بطور ایک شہری اپنے فرائض ادا کریں اور محنت کر کے اپنے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں۔ جب

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 6/6)

دے گا اور ہمیں منزل ملے گی۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا